ضبط و ترتیب : ادارۃ الحق

ہماری ذلّت اور پستی کا واحد علاج

اللہ کی راہ میں صحابہؓ جیسی قربانی اور ایثار کی ضرورت

مسجد اقصیٰ کا سانحہ غزوۂ تبوک کی روشنی میں

خطبہ جمعۃ المبارک ۶ رجب ۱۳۸۹ھ

★

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ یا ایھا الذین آمنوا مالکم اذا قیل لکم انفروا فی سبیل اللہ اثاقلتم الی الارض ارضیتم بالحیوۃ الدنیا من الآخرۃ فما متاع الحیوۃ الدنیا فی الآخرۃ الّا قلیلٌ ۔ الّا تنفروا یعذبکم عذابًا الیمًا ویستبدل قومًا غیرکم ولا تضروہ شیئًا ۔ واللہ علیٰ کل شیئٍ قدیر ۔ الّا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ھما فی الغار اذ یقول لصاحبہٖ لاتحزن انّ اللہ معنا فانزل اللہ سکینتہٗ علیہ وایدہٗ بجنودٍ لم تروھا وجعل کلمۃ الذین کفروا السفلیٰ وکلمۃ اللہ ھی العلیا واللہ عزیزٌ حکیمٌ ۔

ترجمہ آیات :۔ اے ایمان والو تم کو کیا ہوا جب تم سے کہا جاتا ہے کہ کوچ کرو اللہ کی راہ میں تو گرے جاتے ہو زمین پر کیا خوش ہو گئے دنیا کی زندگی پر آخرت کو چھوڑ کر سو کچھ نفع نہیں اٹھانا دنیا کی زندگی کا آخرت کے مقابلہ میں مگر بہت تھوڑا اگر تم نہ نکلو گے تو دے گا تم کو عذاب دردناک اور بدلے میں لائے گا اور لوگ تمہارے سوا اور کچھ نہ بگاڑ سکو گے تم اس کا اور اللہ سب چیز پر قادر ہے ، اگر تم مدد نہ کرو گے رسول کی تو اسکی مدد کی ہے اللہ نے جس وقت نکالا تھا کافروں نے کہ وہ دوسرا تھا دو میں سے جب وہ دونوں تھے غار میں ، جب وہ کہہ رہا تھا اپنے رفیق سے تو

غم نہ کھا، بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے، پھر اللہ نے اتاری اپنی طرف سے اس پر تسکین اور اسکی مدد کو وہ فوجیں بھیجیں کہ تم نے نہیں دیکھیں اور نیچے ڈالی بات کافروں کی اور اللہ کی بات ہمیشہ اوپر ہے۔ اور اللہ زبردست ہے حکمت والا۔ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

محترم بزرگو! یہ چند آیات جو آپ کے سامنے تلاوت ہوئیں ان کا تعلق غزوہ تبوک سے ہے۔ حضور اقدسؐ کے زمانہ میں کفار نے قیصر روم کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو کر مسلمانوں پر حملہ کرنا چاہا قیصر کی طاقت بہت زیادہ تھی روم و شام اسکے زیر سلطنت تھے، قیصر اس ملک کے بادشاہ کا لقب ہے ان ممالک میں عیسائی بھی تھے اور یہودی بھی جن کی مسلمانوں کے ساتھ لڑائی جاری رہی

غزوہ تبوک | غزوہ تبوک حجۃ الوداع سے کچھ پہلے رجب ۹ھ کا واقعہ ہے۔ ہجرت کے نویں سال یہ واقعہ پیش آیا۔ شام سے غلہ لاد کر لانے والوں نے جو نبطی تھے نے آکر بتلایا کہ نصرانی بادشاہ (ملک غسان) قیصر روم کی مدد سے کم از کم چالیس ہزار فوجیوں کو لیکر بلقاء مقام تک پہنچ چکا ہے اور ایک سال کی تنخواہ فوج میں بانٹ دی ہے اور مدینہ طیبہ پر حملہ کرنا چاہتا ہے ۔۔۔ یہ جون جولائی کا موسم تھا سخت گرمی تھی، عرب کی سرزمین ویسے بھی سخت گرم ہے، اور مدینہ طیبہ جہاں کی زیادہ تر پیداوار کھجور ہے سخت گرمی ہی میں فصلیں پک جاتی ہیں۔ اکثر لوگ کاشتکار تھے تو سال بھر کے حاصلات کا یہ وقت تھا، باغات تیار تھے، ایسے موسم میں جہاد کیلئے نکلنا بہت بڑی آزمائش کی بات تھی، چھاؤں تو ویسے بھی گرمی میں اچھا لگتا ہے، پھر ایسے گھنے باغات اور درختوں کے جھنڈ میں مدینہ کی سرزمین میں خدا نے عجیب برکات رکھی ہیں۔ یہاں کا پانی ایسا لذیذ اور لطیف ہے کہ اسکی مثال کہیں نہیں مل سکتی۔ وہاں کی صراحی میں پانی ڈال کر رکھ دو تو دس پندرہ منٹ کے بعد برف سے زیادہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے، یہ وہاں کی آب و ہوا کی تاثیر اور برکت کا ظہور ہے۔ الغرض کاشتکار تو سال بھر اس موسم کے انتظار میں ہوتا ہے، کہ فصل پکے گا، اور ساری حاجات پوری ہوں گی۔ ایسے وقت میں اگر کاشتکار ذراسی غفلت کر دے تو سارا سال برباد ہو جاتا ہے۔ پھر حد سے زیادہ گرمی۔ ہم تو اس ستمبر کے مہینہ میں بھی میل بھر پیدل نہیں چل سکتے۔ اور وہاں تو مدینہ سے شام تک سارا علاقہ پہاڑی ہے نہ سڑک تھی نہ سواری نہ چھتری وغیرہ سے سایہ کا انتظام۔ الغرض حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو جب معلوم ہوا کہ یہودی اور عیسائی یہاں آکر ہمارے گھر کو میدان جنگ بنانا چاہتے ہیں، تو سوچا ہم خود ان کی طرف کیوں نہ بڑھیں اور جنگ ان کی سرزمین میں ہو۔ پھر دشمن کی فوجی طاقت کا اندازہ اس سے لگایئے کہ وہ ایک یرموک کی جنگ کے موقع پر ۳ لاکھ فوجی میدان میں لایا جس میں ساٹھ ستر سپاہی تو پابزنجیر

صف اوّل میں ایک دوسرے سے باندھے ہوتے تھے کہ کوئی بھاگنا بھی چاہے تو بھاگ نہ سکے۔ سامان جنگ، سپاہیوں، اور وسائل کی ان کے ساتھ کمی نہیں تھی، ایسے موقع پر جنگ کرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ پھر جب کہ موسم بھی شدید گرمی کا ہو اور اپنے شہر سے ایک مہینہ کی مسافت پر دوسرے ملک کو میدانِ جنگ بنا دیا جائے۔ آج روس اور امریکہ ہماری مدد اسی خاطر کرتے ہیں کہ جب جنگ ہو تو ملک کو میدانِ جنگ بنا دیں اور خود بچے رہیں ـــ ایسے وقت میں اپنی فصلوں کو چھوڑنا اور گرمی اور مصیبتوں کا برداشت بڑے حوصلہ و ہمت کا کام تھا۔

جان و مال کا سودا | صحابہ کرامؓ تو واقعی اپنے مال و جان کو اللہ کے نام پر فروخت کئے ہوئے تھے۔ اور اس آیت کے مصداق تھے کہ: ان اللّٰہ اشتریٰ من المومنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ۔ (میں نے تمہاری جان اور مال جنّت کے عوض خرید لئے ہیں، یہ تمہارے نہیں میرے ہیں۔) اگر کسی کا عقیدہ ہو کہ یہ روپے مال فلاں شخص کا ہے میرا نہیں تو جس وقت وہ طلب کرے گا، بخوشی دیدے گا۔ دار العلوم کے طالب علم جب فارغ ہو کر جاتے ہیں تو مدرسہ کی دی ہوئی کتابیں واپس دے لیتا ہے اور کسی کو انکار نہیں ہوتا۔ اسی طرح مال و دولت اور جان و جسم سب کچھ اللہ نے دیا پھر فرمایا کہ جنت کے عوض مجھ پر فروخت کر دو۔ اگرچہ مسلمان کے پاس اپنا کچھ بھی نہیں ہے سب کچھ اللہ کا دیا ہوا ہے۔ مگر یہ اللہ کی شانِ کریمانہ ہے کہ طلب کیا تو قیمت پر، ورنہ ہم اپنے گھر سے کونسی چیز لائے ہیں۔ اسکی مثال بالکل ایسی ہے کہ ایک معصوم بچے کے ہاتھ میں لڈو اور کھلونے دے دیں پھر پانچ روپے دیکر اس سے لڈو مانگ لیں۔ اگر وہ ہوشیار ہے تو لڈو دیکر پیسے لے لیگا۔ بظاہر یہ تو سودا ہوا مگر درحقیقت بچہ کے پاس کونسی چیز تھی۔؟ اسی طرح مسلمان اگر ہوگا تو اپنی جان اور مال، روح اور جسم جنت کے عوض اللہ کے سپرد کر دے گا، اس کیلئے صحابہؓ جیسے ایمان کی ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو جائے بہت مشکل کام ہے۔ ایسے نازک وقت میں اعلان ہوا کہ قیصر روم حملہ آور ہے کوئی فرد بھی پیچھے نہ رہے۔ ایسا نہیں کہ باپ جائے تو بیٹا کھیتی باڑی کرے، آپ اندازہ لگائیں کہ ایسے وقت میں ہم ہوتے تو کیا کرتے۔ مگر صحابہ کرامؓ نے کتنی قربانی دی ـــ؟ تعداد بھی بحمد للہ مسلمانوں کی اچھی تھی، جزیرۃ العرب مسلمانوں کے ہاتھ میں آچکا تھا کم از کم تیس چالیس ہزار مسلمان اسی جہاد میں شریک ہوئے مگر ان کے لئے راشن، اسلحہ، سواری وغیرہ کی ضرورت تھی۔

صحابہؓ کا بے مثل ایثار | ایسے موقع پر پہلی سیڑھی مالی قربانی کی ہے، حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ جتنا بھی کسی کا بس چلے اور جتنی بھی ہمت ہو اللہ کی راہ میں پیش کر دے۔ امتحان تھا اور اس سے

پہلے بھی کئی امتحان ہوتے رہے ہیں، حضرت ابوبکرؓ گھر تشریف لے گئے اور گھر میں جو بھی نقدی سامان لحاف برتن غلہ وغیرہ پایا سب کچھ سمیٹ کر حضور اقدسؐ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضورؐ نے پوچھا کہ گھر کیا چھوڑ آئے، عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کی خوشنودی کے سوا کوئی چیز نہیں چھوڑی اور اللہ کی مرضی سے بڑھ کر نعمت کیا ہے۔؟ حضرت عمرؓ نے گھر کی ہر چیز آدھی کر دی اور ہر چیز کا آدھا حضورؐ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ کپڑے لحاف سب کچھ اٹھا کر مسجد لے آئے۔ آج کے مسلمان تو چوری مسجدوں سے کرتے ہیں۔ گویا اللہ تعالیٰ سے ہمارا کوئی تعلق ہی نہیں۔؟ اللہ کے گھر یعنی اپنی عبادت گاہ سے مسلمانوں کے جوتے چراتے ہیں۔ مسجدوں ہی میں لڑتے ہیں۔ آج جو حالت ہے وہ انتہائی افسوسناک ہے ۔۔۔ اللہ غفور الرحیم ہے کہ ہمیں مہلت دیتا ہے، ایک دوسرے صحابی حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے دو سو "اوقیہ" پیش کیا۔ اور ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔ حضرت عاصم بن عدیؓ نے غالباً ایک سو وسق کھجور جو اس وقت کا قیمتی غلہ تھا پیش کر دیں۔ ایک وسق ساٹھ صاع ہوتا ہے حضرت عثمان غنیؓ نے سامان سے لدے ہوئے تین سو اونٹ پیش کر دیئے جو تجارت کے لئے تیار کئے گئے تھے، اعلان جہاد ہوا تو سب کے سب حضورؐ کے سامنے پیش کر دیئے اور ایک روایت تو نو سو اونٹ اور ایک تھیلی ہزار دینار کی بطور چندہ پیش کی۔ حضور اقدسؐ فرماتے ہیں: "ما ضر عثمان ما عمل بعد هذه" عثمانؓ نے اتنی بڑی قربانی دی، اس تنگی کے وقت کہ اس کے بعد بالفرض وہ اس قدر کوئی عمل نہ کرے تو اسے کوئی ضرر نہیں، یہ جنتی ہے، اللہ نے اس عمل سے انہیں بخش دیا۔ مگر حضرت عثمانؓ نے اس کے بعد بھی زندگی بھر اسلام کی خدمت کی۔ بارہ سال تو مسلمانوں کی خلافت کی خدمت انجام دی کابل تک فتوحات ہیں۔ یہ حضرت عثمانؓ کی برکت ہے، جو یہاں مسلمان بیٹھے ہیں۔

تبوک کی قربانی اور بے مثال عمل کے موقعہ پر حضورؐ نے بشارت دی اور فرمایا: "اے اللہ میں اس سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا۔"

ایک ایسا صحابی ابوعقیل حبحاب بھی تھا جو غریب تھا مگر اللہ کی راہ میں مدد کرنے کے لئے بے چین تھا کہ میں بھی کچھ پیش کر دوں۔ عشاء کی نماز پڑھ کر یہودیوں کے باغات کی طرف نکلا، باغ کی دیوار سے جھانکنے لگا، باغات چرخہ سے پانی نکال کر سیراب کئے جاتے تھے، یہودی نے سمجھا کہ بدو ہے مزدوری کی تلاش میں نکلا ہے۔ پوچھا: او بدو محنت کرو گے۔ کہا: ہاں۔ تو اس نے کہا آؤ ایک ڈول کے بعد ایک چھوارہ مزدوری دوں گا۔ یہ خوشی خوشی رات بھر بھاری ڈول کھینچ کر پانی نکالتا رہا، یہودیوں کا بخل تو مشہور ہے۔ یہ جب ایک ڈول نکالتا تو یہودی ایک کھجور بدو کے ہاتھ پر رکھ دیتا۔ صبح تک

ایک صاع یعنی دو سیر گیارہ چھٹانک کھجور اس نے مزدوری میں کمائے اور نماز کے بعد حضورؐ کی خدمت میں نہایت عجز اور محبت سے پیش کر دیتے کہ میرے بس میں یہی ہے اسے اللہ کی راہ میں قبول فرماویں تو میری سعادت ہوگی، منافق اس وقت ہنستے رہے اور تمسخر کرتے، کوئی زیادہ مال پیش کرتا تو کہتے دیکھو اس ریاکار کو، نام کیلئے سب کچھ لٹایا ہے، اگر کوئی تھوڑا صدقہ کرتا تو مذاق کرتے کہ دیکھو خون لگاکر شہیدوں میں یہ بھی شمار ہونے لگا ہے۔ مقصد صرف یہ تھا کہ کوئی کام دین کا نہ ہو، اللہ تعالیٰ نے اسی موقعہ پر ارشاد فرمایا:

الذین یلمزون المطوعین من المومنین فی الصدقات والذین لایجدون الا جهدهم فیسخرون منهم سخر الله منهم ولهم عذاب الیم۔

وہ لوگ جو طعن کرتے ہیں ان مسلمانوں پر جو دل کھول کر خیرات کرتے ہیں اور ان پر جو نہیں رکھتے مگر اپنی محنت کا۔ پھر ان پر ٹھٹھے کرتے ہیں اللہ نے ان سے ٹھٹھا کیا ہے اور ان کے لئے عذاب دردناک ہے۔

صحابہؓ کا مقام اللہ کی نگاہ میں | قرآن مجید کو پڑھئے تو صحابہؓ کی عظمت کا احساس ہوگا، اللہ تعالیٰ جہاں بھی صحابہؓ کا ذکر فرماتے ہیں تو جب تک ان کی پوری توصیف اور تعریف واضح نہ ہو چکی ہو، بس نہیں کرتے جیسا کسی کے ساتھ محبت ہو تو ان کے ذکر سے جی سیر نہیں ہوتا۔ قرآن مجید میں جملہ معترضہ کے ضمن میں بھی ان کا ذکر آجائے تو پوری تفصیل کر دیتا ہے جیسا کہ عشق و محبت میں مزہ لیکر کسی کا ذکر کیا جا رہا ہو۔ آیت محمد الرسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار میں کس شان اور کس محبت سے صحابہؓ کا ذکر ہو رہا ہے۔ اسی طرح یہاں بھی ہے، فرمایا جو لوگ صحابہؓ سے ہنسی مذاق کریں اور ان کا مذاق بھی اسی قسم کا تھا کہ "اس فقیر کو دیکھو چند کھجوروں پر قیصر کو فتح کرنا چاہتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو لوگ اپنی مرضی سے صدقہ دیتے ہیں اور منافق ان سے تمسخر کرتے ہیں، ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے متعلق فرمایا، سخر الله منهم ولهم عذاب الیم اور ناممکن ہے کہ کوئی شخص صحابہ کرامؓ کا دشمن ہو اور اس کو عذاب الیم نہ ملے اور خاتمہ ایمان پر نصیب ہو۔ خصوصاً سیدنا ابوبکر صدیق جیسے صحابہؓ جن کی معیت اور صحابیت قرآن سے ثابت ہے۔

الغرض صحابہ کرامؓ نے ایسی قربانیاں پیش کیں، اور ایسے نازک موسم اور حالات میں، مگر منافقین نے بہانے بناتے، بیوی بچوں کی بیماری، گھر کی تنہائی اور ایسے ایسے عذر تراشے کہ سن کر حیرت ہوتی

ہے جو لوگ بے حیا ہو جائیں ان کی ڈھٹائی کی حد نہیں ہوتی - یہی حال منافقینِ مدینہ کا تھا - نام مسلمانوں کی فہرست میں تھا کہ جب تقسیم کا وقت آتا تو ہر ایک آگے بڑھتا، مگر سختی کے مواقع پر بہانے تراش لیتے ۔

چند ایک صحابیؓ واقعی مجبوری کی وجہ سے پیچھے رہ گئے، مومن اور پکے مسلمان تھے، رہ تو گئے مگر چین اور سکون کب ہو سکتا تھا - ابو خیثمہؓ ایک صحابی ہیں قافلہ روانہ ہوا تو ان کا خیال تھا کہ اس کے پہنچنے میں تو سوا مہینہ لگے گا، میں آرام سے کام کاج سمیٹ کر پہنچ جاؤں گا، تو وہ رہ گئے، مگر ایک دوپہر کو اپنے باغ میں آئے ٹھنڈی چھاؤں تھی، بیوی نے پانی چھڑک دیا تھا، پینے کے لئے ٹھنڈا پانی موجود تھا - عربوں کا دستور تھا کہ باغ پک جانے پر بیوی بچے سب کو باغ میں لے جاتے اور وہاں رہتے تو ان کی بیوی ان کے انتظار میں بن سنور کر بیٹھی تھی - ابو خیثمہؓ اس شدید گرمی میں بچوں کے پاس آئے، بیٹھ گئے اور سوچنے لگے اور دل ہی دل میں کہنے لگے کہ ابو خیثمہؓ تم کیسے مسلمان ہو، تم یہاں آرام سے بیٹھے ہو اور حضور اقدسؐ اور صحابہ کرامؓ معلوم نہیں کس پہاڑ اور کونسی گھاٹی اور تپتے ہوئے صحراؤں کو عبور کر رہے ہوں گے - یہ تو اسلام کا تقاضا نہیں کہ میں آرام میں رہوں - بے چینی بڑھ گئی اور سیدھے اٹھ کھڑے ہوئے اور روانہ ہو گئے - نہ کھایا نہ پیا نہ بیوی بچوں سے محظوظ ہوئے انتہے کا نپتے اکیلے سفر طے کیا، حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کے میدان میں ہیں، دور سے گرد و غبار نظر آیا تو حضورؐ نے فرمایا: کن ابا خیثمہ - یعنی یہ آنے والا اگر ابو خیثمہؓ ہو تو کیا اچھا ہو گا - چنانچہ ابو خیثمہؓ آئے اور حضورؐ سے ملاقات ہوئی، دوسرے صحابیؓ حضورؐ کے جان نثار اور عاشقِ زار حضرت ابو ذرؓ تھے - بہت بڑے زاہد، عابد اور مجاہد صحابی ہیں - تبوک روانگی کے وقت ان کی اونٹنی بیمار تھی، خیال کیا کہ مہینہ بھر مسافت ہے، اتنا بڑا قافلہ تو آہستہ سے جاتا ہے، دو تین دن میں اونٹنی ٹھیک ہو جائے تو تیز تیز جا کر ان تک پہنچ جاؤں گا، مگر دو ایک دن گذرے تھے کہ بے چین ہوئے اور سوچا کہ کب تک اونٹنی کے انتظار میں بیٹھا رہوں گا، بوریا بستر سمیٹ کر اپنے کندھوں پر لادا - راستہ خطرات سے پر ہے، گرمی ہے، تنہائی ہے، لمبا سفر ہے مگر ابو ذرؓ پیدل سامان اٹھائے جا رہے ہیں - قافلہ پہلے پہنچ چکا تھا، حضورؐ نے دیکھا تو بطور ظرافت فرمایا: اے ابو ذر اکیلے آ رہے ہو اکیلے مرو گے اور اکیلے حشر ہو گی اور یہ عجیب بات ہے کہ اس موقعہ پر ذرا سی بھی کسی سے سستی ہوئی تو وہ کسی نہ کسی آزمائش اور ابتلاء میں ڈالا گیا -

جہاد کی ترغیب | ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے غزوہ تبوک کے موقعہ پر مسلمانوں کو جہاد پر

آمادہ کیا اور کامیابی کی راہ بتلادی، جس میں موجودہ حالات میں سبق ہے۔ فرمایا کہ : یاایّھا الّذین آمنوا۔ اے ایمان کا دعویٰ کرنے والو! تم کیسے مسلمان ہو کہ جب کہہ دیا جائے کہ انفروا فی سبیل اللّٰہ۔ اللہ کی راہ میں نکلو اور جان و مال کی قربانی پیش کردو تو اثاقلتم الی الارض۔ تم زمین کیطرف کھنچنے لگے ہو، زمین بہت بھاگئی۔ بھاری ہوتے جاتے ہو جیسے کسی کو سخت وقت میں پکار دو تو وہ پاؤں پھیلا کر کہتا ہے کہ تم جاؤ میں تو لیٹ گیا، سر میں درد ہے، قدم اٹھتے نہیں اور بھاری آدمی بھی چل پھر نہیں سکتا۔ جیسے بنی اسرائیل کو جہاد کی دعوت دی تو کہا: انّا ھھنا قاعدون۔ تو اور تیرا رب جاکر لڑے ہم تو یہاں بیٹھتے ہیں، تو اللہ نے ہمیں مخاطب کیا کہ کیا خیال ہے تمہارا۔؟ ارضیتم بالحیٰوۃ الدنیا من الآخرۃ۔ کیا تم آخرت چھوڑ کر دنیا پر راضی ہو بیٹھے، کیا زندگی کا مقصد کھانا پینا اور لذائذ سے متمتع ہونا رہ گیا، اللہ نے فرمایا کہ اگر ساری دنیا بھی مل جائے مگر آخرت کے مقابلہ میں یہ سب کچھ ہیچ ہے۔ فما متاع الحیاۃ الدنیا فی الآخرۃ الّا قلیل۔ جب سب کچھ ہاتھ سے چلا جائے تو احساس ہوگا، ایوب خان نے دس سال حکومت کی اب اُسے پوچھو تو کہے گا کہ چند منٹ بھی اچھے نہیں گذرے۔ ہر لاکھ پتی، کروڑ پتی سب کچھ چھوڑ کر مرے گا۔ سکندر ذوالقرنین کی طرح ساری دنیا کی سلطنت بھی مل جائے تب بھی جاؤ گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصال کا وقت آیا تو عزرائیل علیہ السلام نے آکر پیشکش کی کہ چاہو تو ایک بھیڑ کی پشت پر ہاتھ رکھ دو جتنے بھی بال ہاتھ کے نیچے آئیں اتنے سال تم اور زندہ رہ سکتے ہو۔ حضرت موسیٰؑ نے پوچھا کہ اس کے بعد کیا ہوگا۔ کہا موت۔ تو فرمایا کہ الآن۔ پھر ابھی کیوں نہیں۔؟ تو دنیا کی بادشاہت، بنگلہ، موٹر، صحت، جوانی، دولت کوئی شے نہیں۔ آخرت حاصل کرو۔

ترک جہاد پر وعید | یہ تو ترغیب تھی آگے اسکی ترہیب اور الزام ہے۔ الّا تنفروا یعذبکم عذاباً الیماً اگر اب بھی تم نے سستی کی جہاد کے لئے نہ چل پڑے کافروں کا مقابلہ نہ کیا تو یعذبکم عذاباً الیماً خدا تمہیں سخت دردناک عذاب میں مبتلا کردے گا۔ اللہ ہمیں عذاب سے بچادے، یہ زلزلے، سیلاب، قحط میں ابتلا آپس کی مقدمہ بازی مار پیٹ اور جنگ و جدال سب عذاب کی نشانیاں ہیں۔ آگے فرمایا: اگر تم اسلام اور مذہب کیلئے اٹھ نہ کھڑے ہوئے تو یستبدل قوماً۔ تمہاری جڑ ہی کاٹ دے گا۔ دوسری قوم تمہارے بدلے دین کے لئے کھڑی کردے گا۔ ولاتضروہ شیئاً۔ اگر اسلام کی خدمت سے تم نے منہ موڑ دیا تو کیا اسلام کمزور ہوجائے گا؟ کیا حضور اقدسؐ کی شانِ رسالت اور خدمات جلیلہ میں فرق آجائے گا۔؟ بالکل نہیں۔ تم اللہ اس کے رسول اور اس کے دین کو

کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتے وہ اوروں کو کھڑا کر دے گا، اسکی سلطنت میں کیا کمی ہے: واللّٰہ قویٌّ عزیز۔ وہ قادر ہے، غالب ہے، تمہیں موقع دے رہا ہے، اسے کوئی ضرورت نہیں۔

محترم بھائیو! آیات مفصل ہیں اور وقت مختصر ہے مگر تبوک کے بارہ میں یہ آیات آج ہمارے اوپر منطبق ہو رہی ہیں۔ تبوک والے بھی یہود ونصاریٰ تھے جو مسلمانوں کے خلاف اکٹھے ہوئے، اس ذلیل قوم کا اب تک یہی انداز ہے، دو سال پہلے انہوں نے مسلمانوں کی مقدس سرزمین بیت المقدس اور دیگر مقامات مقدسہ چھین لئے، اردن اور مصر کا کافی حصہ غصب کیا، اور مسئلہ یہ ہے کہ کوئی اسلامی خطہ ایک بالشت کیوں نہ ہو کافر غصب کرے یا کسی مسلمان کو قید کرے، تو وہاں کے باشندوں پر فرض ہو جاتا ہے کہ جہاد کریں اور اسے چھڑالیں۔ اگر ان سے نہ ہو سکے تو پڑوس والے مسلمانوں پر یہاں تک کہ رفتہ رفتہ دنیا کے دوسرے حصہ پر رہنے والوں پر بھی جہاد فرض ہو جاتا ہے۔

اللہ کی راہ میں نکلنے سے غفلت کا انجام | جنگ پلاسی کے موقعہ پر انگریز نے مسلمانوں کی سرزمین ہندوستان پر حملہ کیا، وہاں کے باشندوں پر جہاد فرض ہوا، ان سے نہ ہو سکا تو پنجاب، سرحد، کابل اور ترکی پر فرض ہو گیا کہ جہاد کرتے، اور جس نے بھی سستی کی وہ غرق ہوئے، غلام اور محکوم ہوئے، اس وقت خدا کا بڑا کرم ہے، ایسا موزوں وقت صدیوں بعد آیا ہے۔ کہ تیس پینتیس سلطنتیں پاکستان، عراق، شام، مصر، انڈونیشیا وغیرہ آزاد ہیں۔ اب بھی جہاد نہ کرسکیں تو کب کریں گے ——؟

مٹھی بھر ذلیل یہودی اٹھے اور ہمارے منہ پر طمانچہ مارا، قبلہ اول چھین لیا وہ بیت المقدس جسے حضرت عمرؓ نے فتح کیا تھا مدینہ سے تشریف لائے، بوسیدہ کپڑے پہنے ہیں، صرف ایک غلام ساتھ ہے، خود پیدل ہیں اور اونٹ پر غلام سوار ہے، مسلمانوں کے کمانڈر انچیف حضرت ابوعبیدہؓ نے نئے کپڑے پیش کئے کہ سارا شہر استقبال کے لئے امڈ آیا تھا۔ درخواست کی کہ اونٹنی پر سوار ہو جاؤ لوگ کیا کہیں گے۔ فرمایا: نحن قوم اعزنا اللّٰہ بالاسلام۔ ہماری عزت کپڑوں وغیرہ سے نہیں اللہ نے ہمیں اسلام کی وجہ سے عزت دی۔ ایک وہ تھے اور ایک ہم ہیں کہ اتنی سلطنتیں ہاتھ میں ہیں، مگر ذلیل سے ذلیل قوم اٹھ کر ہزاروں مربع میل زمین ہم سے چھین رہی ہے۔ بیت المقدس اور شام کا اکثر حصہ گیا مگر مسلمان ٹس سے مس نہ ہوا۔ بلکہ ایک دوسرے پر غرانے اور چنگھاڑنے لگا۔ آپس کا اختلاف اور بھی بڑھا دیا۔ کسی نے غیرت نہ کی سب مجرم ہوئے تو خدا نے دوسرا تھپیڑ دیا کہ شاید اب انہیں غیرت آجائے، تو مسجد اقصیٰ کو یہود نے آگ لگا دی کہ اب بھی غیرت آتی ہے یا نہیں، یہ تو اللہ کا گھر ہے، اپنے گھروں کیلئے تو مرتے مارتے ہو مگر اللہ کے گھر پر بھی

غیرت کرتے ہو یا نہیں مسلمانوں کے قبلۂ اوّل کو یہود نے سازش سے جلا دیا۔ یاد رکھیں اللہ بے نیاز ہے، تقسیم ہند کے وقت ہزاروں عورتیں سکھ لے گئے لاکھوں مر گئے اس کی بادشاہت میں کیا کمی آئی اسے ہماری حالت معلوم ہے، مگر ہمارا ایمان آزمانا اور دنیا کے سامنے تلوانا چاہتا ہے۔ اسلام اور اسلامی ملک پر غیرت نہیں، وطن وطن چھوڑیئے یہ مہمل لفظ ہے۔ بلکہ دیکھو کہ مذہب اسلام اور اللہ کی زمین پر غیرت کرتے ہو یا نہیں۔؟ یہود نے ہمارا قبلۂ اوّل جلایا تاکہ ہماری مرکزیت ختم ہو جائے، وہ ہماری غیرت کو چیلنج کر رہے ہیں۔ ان کی پشت پر سارا امریکہ اور دیگر کفار امداد کے لئے کھڑے ہیں۔ الکفر ملۃٌ واحدۃٌ۔ ہمارے خلاف سب ایک ہیں، انہوں نے ہماری عبادت گاہ قبلہ اوّل کی ایسی بے حرمتی کی جو کوئی قوم نہیں کرتی، ہمارے ملک میں بیشمار معابد ہیں مگر ہمارا مذہب کفّار کے معابد کا بھی تحفظ کرتا ہے۔

ہماری مثال اس چرسی کی طرح بن گئی ہے جو لحاف اوڑھے ہو اور کسی طرح جھنجھوڑنے سے بھی نہیں اٹھتا، اور مسجدِ اقصیٰ کو آگ لگانا ایسا ہے کہ اس چرسی کے لحاف کو آگ لگا دی جائے۔ کہ یہ تو کسی طرح اٹھتا نہیں، شاید اسطرح بیدار ہو جائے۔ اب بھی نہیں اٹھے گا تو لحاف ہی میں جل جائے گا۔

رباط کانفرنس | مدتوں بعد مسرت کی یہ خبر نظر سے گذری ہے کہ اس ماہ کے آخر میں مسلمان ممالک کے حکام اور امراء جن میں پاکستان کے صدر محترم بھی شامل ہیں رباط میں جمع ہو رہے ہیں۔ اس پر سب مسلمان خوش ہیں۔ پوری قوم انشاء اللہ مال وجان کی قربانی کے لئے تیار رہے گی، ایسے موقع پر اگر جہاد کا فیصلہ کیا گیا جو نہ صرف محاذوں پر ہو، بلکہ پوری اسلامی دنیا اس میں شریک ہو جائے تو یہ چیز تمام مسلمانوں کی مسرت کا باعث بنے گی۔ ایسے ہی موقعہ پر بھی اللہ کا اعلان ہے کہ تمہیں کیا ہو گیا کہ حرکت نہیں کرتے مگر اس کے بعد ایک دوسرا اعلان بھی ہے کہ اگر نہیں اٹھتے جہاد کے لئے تو اللہ تعالیٰ تمہیں صفحۂ ہستی سے مٹا دے گا۔ تھوڑے عرصہ میں کتنے بادشاہ اور صدر ختم ہو گئے اللہ نے انہیں ایسا ذلیل کر دیا کہ وہ بالکل ملیا میٹ ہو گئے، اس لئے کہ انہیں دین سے سروکار نہ تھا۔ اور جو رہ گئے ہیں انہیں بھی اعلان ہے کہ یعذبکم عذابًا الیمًا۔ اللہ کے لئے اس ستر کروڑ تعداد کو مٹانے اور دوسری قوم کو کھڑا کرنے میں کوئی مشکل بات نہیں۔ انّ اللہ قویٌّ عزیزٌ۔ ہماری آواز بہت کمزور ہے، مگر ہم رباط کانفرنس میں جمع ہونے والے سربراہوں کو یقین دلاتے ہیں کہ مسلمان جان ومال قربان کرنے میں دریغ نہ کریں گے۔ وہ یہ نہیں دیکھ سکتے کہ خانۂ خدا کی توہین ہوتی

رہے۔ یہود مخذول و مقہور اس میں ڈالنس کرتے پھریں اور اسے آگ لگائیں اور ان کی نظریں مدینہ طیبہ پر بھی ہوں۔ بفضلِ خدا پوری قوم اللہ کی پکار سن رہی ہے، مسلمان قوم اب بھی مخلص ہے اور دین کا درد ان میں موجود ہے۔ اب ساری ذمہ داری ان کے حکام اور امراء و سلاطین پر ہے۔ اللہ انہیں مخلص بنا دے، اور ایمان کی بنیادوں پر رباط میں جہاد کے جذبہ سے سرشار کر کے متفق و متحد بنا دے اور اگر ستر کروڑ مسلمان متحد ہو گئے تو انشاء اللہ وہ دور آئے گا جب کہ ہر بیت [illegible] سے اللہ اکبر کی صدا بلند ہونے لگے گی۔ لیکن اگر ہمارے لیڈروں کو یہ فکر رہا کہ فلاں کو تمغہ مل جائے گا، فلاں کی شہرت ہوگی، فلاں بڑا بن جائے گا تو پھر کامیابی مشکل اور تباہی یقینی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو نتیجہ آور بنا دے اور ہم سب کے ایمان سلامت رکھے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

داخلہ

جامعہ طبیہ اسلامیہ لائلپور

—— حکومتِ پاکستان کا منظور شدہ طبی ادارہ ——

○ جہاں حکومتِ پاکستان کے مجوزہ ۴ سالہ نصاب کے مطابق طب اسلامی کی علمی اور عملی تعلیم و تربیت کا خاطر خواہ انتظام ہے۔ ○ جامعہ کا اسٹاف مستند، ذی علم اور تجربہ کار اطباء پر مشتمل ہے۔ ○ دار الاقامہ (ہوسٹل)، طبی لائبریری، معمل اور مطب عملی کی سہولتیں مہیا ہیں۔ ○ جامعہ کا اسلامی ماحول، اسلامی مزاج کی تربیت میں ممد و معاون ہے۔ ○ فارغ التحصیل طلباء کو پاکستان کے سرکاری اور نیم سرکاری طبی اداروں، شفاخانوں اور ڈسپنسریوں میں ملازمت کے حقوق حاصل ہیں۔

معیارِ داخلہ | میٹرک پاس ہونا ضروری ہے، عربی جاننے اور اسلامی مزاج رکھنے والے میٹرک پاس امیدواروں کو ترجیح دی جائے گی۔

داخلہ جاری ہے —— درخواستیں جلد بھجوائیے —— پراسپکٹس مفت طلب کریں۔

پرنسپل: حکیم عبداللہ خان۔ فاضل الطب والجراحت، سابق پروفیسر طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔

جامعہ طبیہ اسلامیہ۔ جناح کالونی۔ لائلپور